فاٹا میں امداد و بحالی سرگرمیوں کا جائزہ[1]

پاکستان کے وسیع تر طرزِ حکمرانی، اقتصادی، سماجی اور انتظامی نظاموں سے الگ تھلگ ہونے کے باعث فاٹا کا خطہ ترقی اور سلامتی کے متعدد اشاریوں کے اعتبار سے پیچھے نظر آتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ 2008 کے بعد خطے میں عسکریت پسندی بڑھنے سے تین لاکھ سے زائد خاندان اپنا گھربار چھوڑ کر نقل مکانی پر مجبور ہوگئے۔ ان عوامل کی انسانی قیمت بھی ہوشربا رہی ہے۔ اس وقت فاٹا کی سالانہ شرحِ افزائش 2.19 فیصد، قومی کثیر جہتی غربت انڈکس 19.7 فیصد، بالغ شرحِ خواندگی 33.3 فیصد (اس کے مقابلے میں پاکستان میں بحیثیت مجموعی یہ شرح 58 فیصد ہے) اور افرادی غربت کی شرح 52.3 فیصد ہے۔[2]

2015 میں کامیاب فوجی کارروائیوں، جن کی بدولت خطے پر حکومت پاکستان کا موثر کنٹرول پھر سے قائم ہوگیا، کے بعد فاٹا سیکریٹیریٹ دیرپا واپسی و بحالی حکمتِ عملی (2015-2016) کی تیاری میں پیش پیش رہا ہے جس کا مقصد فاٹا سے نقل مکانی کرنے والے تمام افراد کی بتدریج اور دیرپا واپسی یقینی بنانا ہے۔ اس حکمتِ عملی میں پورے فاٹا (سات ایجنسیاں اور فرنٹیئر ریجنز) کا احاطہ کیا گیا ہے۔ 2010 سے اب تک فاٹا سے نقل مکانی کرنے والوں کی کل تعداد اندازاً 310,729 خاندانوں تک پہنچ چکی تھی (تقریباً بیس لاکھ بے گھر افراد جن میں 70 فیصد کے لگ بھگ خواتین اور بچے شامل ہیں)۔[3]

یہ حکمتِ عملی بذاتِ خود پی سی این اے کی 2010 کی حکمتِ عملی سے متاثر ہو کر تیار کی گئی جس میں فاٹا میں عدم استحکام پیدا کرنے والے ان چار مرکزی محرکین کی نشاندہی کی گئی کہ ریاست انصاف فراہم کرنے کے قابل نہیں، معیشت کمزور ہے، طرزِ حکمرانی ناقص ہے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اس قابل نہیں کہ امن و امان قائم کرسکیں۔

حکمتِ عملی کے ان چاروں شعبوں میں تاحال ہونے والی محدود پیشرفت پر کلی نقطۂ نظر اپناتے ہوئے واپسی و بحالی حکمتِ عملی میں ہدف طے کیا گیا کہ ایک طرف فاٹا کے نقل مکانی کرنے والے افراد کے آبائی علاقوں میں سازگار ماحول قائم کیا جائے اور دوسری جانب بنیادی ڈھانچے کی بحالی کی زیر التواء ضروریات کو پورا کیا جائے۔ یہ حکمتِ عملی[4] چار بنیادی اصولوں پر استوار کی گئی ہے:

شکل 1: دیرپا واپسی و بحالی حکمتِ عملی کا مختص بجٹ

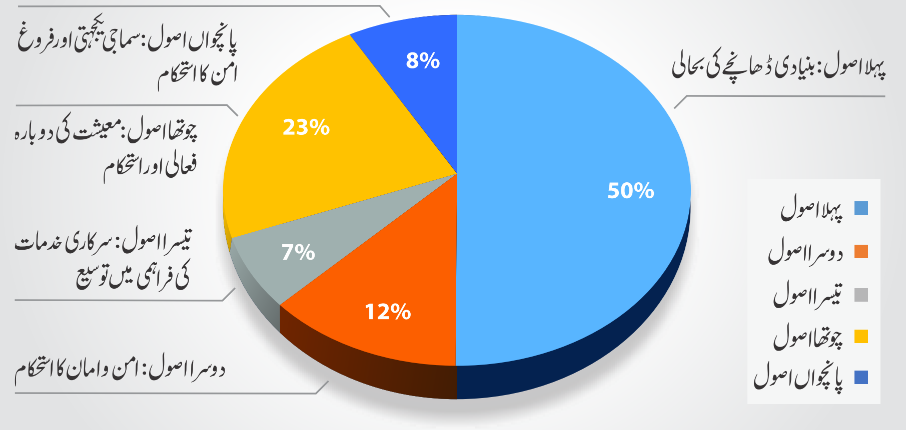

☆ پہلا اصول: بنیادی ڈھانچے کی بحالی میں جاری بحران کے نتیجے میں تباہ ہونے والے بنیادی ڈھانچے کی بحالی پر زور دیا گیا ہے جن میں سکول، صحت کے ادارے، پانی کی سکیمیں، رابطہ سڑکیں، پل، آبپاشی کا نظام اور بجلی کی تقسیم کی لائنیں اور پلانٹس شامل ہیں۔

☆ دوسرا اصول: امن و امان کے استحکام میں فاٹا کے قانون نافذ کرنے والے سول اداروں کی استعداد مضبوط بنانے پر زور دیا گیا ہے تاکہ وہ عدم تحفظ کی روک تھام کرسکیں اور اس پر جوابی اقدامات کرسکیں۔

☆ تیسرا اصول: سرکاری خدمات کی فراہمی میں توسیع کے تحت فاٹا کے عوام اور حکومت کے درمیان پھر سے اعتماد قائم کرنے اور فاٹا سیکریٹیریٹ کی استعداد کو مستحکم بنانے پر زور دیا جا رہا ہے تاکہ وہ فاٹا میں بحالی اور جاری ترقیاتی منصوبوں کی بہتر منصوبہ بندی، کوآرڈینیشن اور نگرانی کے ذریعے بنیادی خدمات کی فراہمی میں اضافہ کرسکے۔

☆ چوتھا اصول: معیشت کی دوبارہ فعالی اور استحکام کے حوالے سے زرعی اور غیر زرعی علاقوں میں ذرائع معاش کے قلیل مدتی اور طویل مدتی مواقع پیدا کرنے اور ایسے شعبوں میں حکومتی خدمات مستحکم بنانے پر زور دیا جا رہا ہے جو مقامی معیشت کو مدد دیتے ہیں۔

☆ پانچواں اصول: سماجی یکجہتی اور فروغ امن کے استحکام کے سلسلے میں اس امر کو یقینی بنانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ مقامی لوگ بحالی کے عمل میں قائدانہ کردار ادا کریں جس کے لئے ان کی ضروریات کی ترجیحات کا تعین کیا جا رہا ہے اور ان کے رہن سہن کے حالات بہتر بنانے کے لئے چھوٹے منصوبوں پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں، ہر علاقے میں سماجی یکجہتی اور فروغ امن کو درپیش ممکنہ خطرات کے واضح تجزیے کے بعد ہر علاقے کی بنیاد پر متاثرہ کمیونٹی کے ساتھ مل کر ایک حکمتِ عملی وضع کی جائے گی تاکہ ہر علاقے کے مطابق ایسے اقدامات کئے جاسکیں جو وہاں تنازعہ کے امکان کو کم کرنے میں مدد دیں۔

اس حکمتِ عملی میں اصولوں کے ایک مجموعے سے رہنمائی لی گئی ہے جو اس سے مستفید ہونے والے ٹی ڈی پیز کو مرکزی حیثیت دیتی ہے۔ یہ اصول درج ذیل ہیں: سیاق و سباق کے مطابق اور ضرورت کی بنیاد پر اقدامات کی ضرورت، بحالی سرگرمیوں کے امور چلانے کے لئے طرز حکمرانی کے موجودہ ڈھانچوں کی صلاحیت بحال کرنے کے لئے استعداد میں بہتری کی اہمیت، حکمتِ عملی کے تحت ہونے والی تمام سرگرمیوں کی تشکیل میں سب کی شمولیت، کمیونٹی کو بااختیار بنانے اور اس کے اندر احساس ملکیت کا فروغ، پہلے سے بہتر اور عمدہ طریقے سے ایسے ڈھانچوں کی تعمیر جو آفات کے مقابلے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور جن میں توانائی کا استعمال عمدہ طریقے سے کیا جائے، سماجی یکجہتی اور تنازعات کے تصفیہ کا فروغ، بحالی کی منصوبہ سازی، عملدرآمد اور ایم اینڈ ای میں نوجوانوں، خواتین اور کمزور طبقات کی شمولیت، صنف کو مرکزی دھارے میں لانا اور خواتین کو بااختیار بنانا، اور آفات کے خطرات میں کمی۔ یہ بات

1 سیاق وسباق کا یہ پس منظر فیڈریکا ڈیسپنزا (پروگرام سپیشلسٹ، یو این ڈی پی پاکستان) نے تحریر کیا ہے۔
2 2005 کی بین الاقوامی قیمتوں پر 1.25 ڈالر یومیہ سے کم پر زندگی بسر کرنے والے افراد۔
3 فاٹا سیکریٹیریٹ، دیرپا واپسی و بحالی حکمت عملی، مارچ 2015، صفحہ 7
4 فاٹا سیکریٹیریٹ، دیرپا واپسی و بحالی حکمت عملی، مارچ 2015، جو آن لائن یہاں سے حاصل کی جاسکتی ہے: https://fata.gov.pk/cp/uploads/news/1429099729552e5296e0770.pdf

اہم ہے کہ بحالی سرگرمیوں میں مستقبل کی آفات یا خطرات کے امکانات کو پیش نظر رکھا جائے۔

اس حکمت عملی کا کل اندازاً بجٹ 120 ملین امریکی ڈالر ہے۔ اس میں تقریباً 300 ملین امریکی ڈالر تین سالہ عرصے میں تعمیر نو کے اندازاً اخراجات میں مزید شامل کرنے کی ضرورت ہوگی۔[5]

واپسی و بحالی حکمت عملی میں فلاحی/ ترقیاتی پارٹنرز کی معاونت

واپسی کے بارے میں تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق 27 جولائی 2017 تک 260,543 گھرانے (یا تمام اندراج یافتہ واپس آنے والے افراد کا 85 فیصد) فاٹا میں واپس آچکے ہیں جن میں 15 فیصد خواتین سربراہ والے گھرانے ہیں۔ واپس آنے والوں میں سب سے زیادہ لوگ خیبر اور جنوبی وزیرستان کی ایجنسیوں میں واپس آئے ہیں (بالترتیب 92 فیصد اور 93 فیصد) جن کے بعد شمالی وزیرستان اور کرم ایجنسیاں آتی ہیں (بالترتیب 82 فیصد اور 77 فیصد)۔[6]

آئی ڈی پیز اور واپس آنے والوں کے 'ملٹی کلسٹر تجزیہ' جس میں فاٹا کی پانچ ایجنسیوں (خیبر، کرم، اورکزئی، جنوبی وزیرستان اور شمالی وزیرستان) اور خیبر پختونخواہ کے پانچ اضلاع (پشاور، کوہاٹ، بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان اور ٹانک) کا احاطہ کیا گیا ہے، میں نشاندہی کی گئی ہے کہ واپسی کے علاقوں میں ذرائع معاش کے مواقع کی بحالی، صحت کی سہولیات کی عمدہ بحالی، مکانوں کی تعمیر نو، شعبہ تعلیم کی بحالی، پانی اور صفائی ستھرائی کے علاوہ کمیونٹی کے بنیادی ڈھانچے کی بحالی اور بچوں اور حاملہ یا دودھ پلانے والی خواتین کے لئے غذائیت کے خصوصی اقدامات واپس آنے والے لوگوں کی اولین ضروریات ہیں۔

اس سے بھی زیادہ پریشان کن ان آئی ڈی پیز گھرانوں کے حالات ہیں جو سرکاری امداد کے لئے اندراج کے بغیر واپس آگئے ہیں۔ ایف ڈی ایم اے کے اعداد و شمار[7] کے مطابق 170,000 سے زائد غیر اندراج یافتہ گھرانے پہلے ہی واپس آچکے ہیں جن میں سے دو تہائی نے خیبر اور جنوبی وزیرستان میں رہائش اختیار کی ہے۔ غیر اندراج یافتہ آئی ڈی پیز واپسی پیکج حاصل نہیں کرتے۔

پاکستان میں انسانی فلاحی ضروریات پوری کرنے کے لئے فلاحی پارٹنرز کی طرف سے 2015 میں 434 ملین امریکی ڈالر اور 2016 میں 442 ملین امریکی ڈالر کی اپیلیں کی گئیں۔[8]

2015 میں فاٹا اور خیبر پختونخواہ میں واپسی کے مرحلے کے دوران یا نقل مکانی کی حالت میں ٹی ڈی پیز کی مدد کے منصوبوں کے لئے تقریباً 164.5 ملین امریکی ڈالر موصول ہوئے۔ عطیات میں سے تقریباً 82

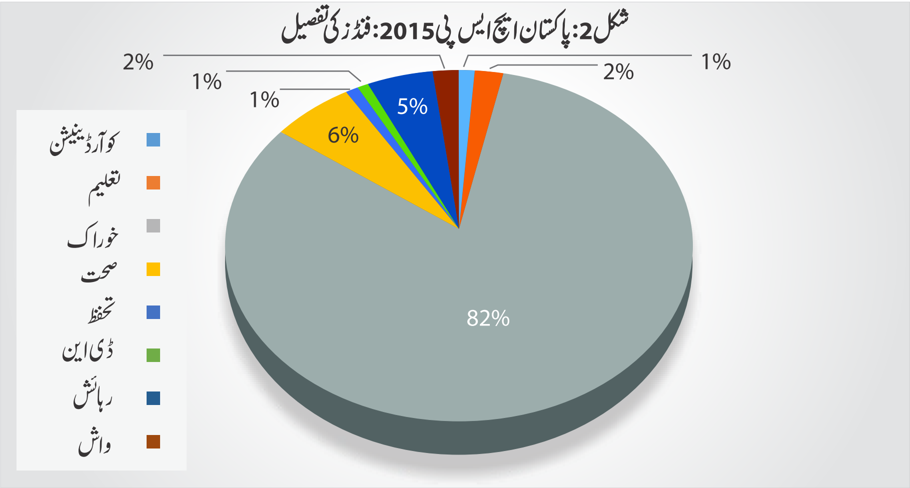

ذریعہ: فنانشل ٹریکنگ سروس پاکستان 2015- فاٹا کے بارے میں تفصیل

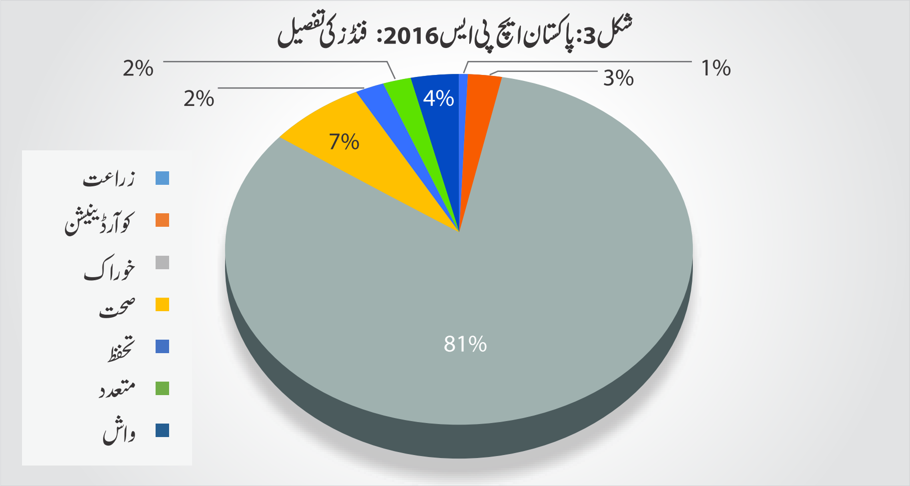

ذریعہ: فنانشل ٹریکنگ سروس پاکستان 2016- فاٹا کے بارے میں تفصیل

فیصد خوراکی سلامتی کے شعبے کے لئے مخصوص تھے جس کے بعد شعبہ صحت (6 فیصد) کے لئے اور رہائش اور غیر خوراکی اشیاء (پانچ فیصد) کے لئے عطیات دیئے گئے۔

2016 میں میزبان علاقوں میں نقل مکانی کے دوران یا واپسی پر ٹی ڈی پیز اور واپس آنے والوں کی مدد کے لئے مخصوص فنڈز کے سلسلے میں صرف 151 ملین امریکی ڈالر کی رقوم موصول ہوئیں۔ اس میں سے بھی تقریباً 82 فیصد ٹی ڈی پیز اور واپس آنے والوں کے لئے خوراکی سلامتی کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے مختص کئے گئے، تقریباً 7 فیصد صحت کی سہولیات کے لئے اور 4 فیصد پانی و صفائی ستھرائی کے پروگراموں میں مدد کے لئے مختص کئے گئے۔

پاکستان سٹریٹجک رسپانس پلان 2017 میں 339 ملین امریکی ڈالر کی اپیل کی گئی ہے جن میں سے 88.9 ملین امریکی ڈالر تاحال تحریر موصول ہو چکے ہیں یا ان کے وعدے کئے گئے ہیں۔ فنڈز کے نصف سے زائد (63 فیصد) کے وعدے خوراکی سلامتی کے شعبے کے لئے کئے گئے ہیں جس کے بعد مختلف شعبوں میں جوابی اقدامات (20 فیصد) آجاتے ہیں۔

2017 میں بھی تقریباً 7.3 ملین امریکی ڈالر، پاکستان ہیومینیٹیرین پولڈ فنڈز' کے ذریعے خاص طور پر شمالی وزیرستان اور اورکزئی ایجنسیوں میں واپسی کے علاقوں میں ٹی ڈی پیز کی مدد کے لئے مختص کئے گئے۔ امداد کے ترجیحی شعبوں میں غذائیت، صحت، ہنگامی رہائش، واش اور تعلیم شامل ہیں۔[9]

واپسی و بحالی حکمت عملی میں حکومتی معاونت

واپس آنے والے تمام اندراج یافتہ خاندانوں کو ان کی واپسی کی بنیادی شرط کے طور پر 10,000 روپے (تقریباً 100 امریکی ڈالر) کی ٹرانسپورٹ گرانٹ اور 25,000 روپے (تقریباً 250 امریکی ڈالر) کی نقد واپسی گرانٹ دی گئی ہے۔ 22 مئی 2017 تک واپس آنے والے تمام لوگوں کے لئے درکار 79 ملین امریکی ڈالر مالیت کے حکومتی معاونتی پیکج یا متوقع بجٹ کا تقریباً 70 فیصد (113 ملین امریکی ڈالر) مع ان کی واپسی کی مراعات تقسیم کیا جا چکا تھا۔[10]

5 فاٹا سیکرٹیریٹ، دیرپا واپسی و بحالی حکمت عملی، مارچ 2015، جو آن لائن یہاں سے حاصل کی جا سکتی ہے: https://fata.gov.pk/cp/uploads/news/1429099729552e5296e0770.pdf

6 یو این او سی ایچ اے، پاکستان: ہفت روزہ فاٹا ریٹرن (21 تا 27 جولائی 2017)- Humanitarian Snapshot، جو آن لائن یہاں سے حاصل کیا جا سکتا ہے: https://www.humanitarianresponse.info/en/operations/pakistan/infographic/pakistan-fata-return-weekly-21-27-july-2017-humanitarian-snapshot

7 یو این او سی ایچ اے اور ایف ڈی ایم اے کے اعداد و شمار، فروری 2017۔

8 پاکستان ہیومینیٹیرین سٹریٹجک پلان 2015 اور 2016، جو یہاں سے حاصل کیا جا سکتا ہے: http://reliefweb.int/report/pakistan/pakistan-humanitarian-dashboard-strategic-plan-2015-january-march-2015 اور http://reliefweb.int/report/pakistan/pakistan-2016-humanitarian-strategic-plan-overview

9 فنانشل ٹریکنگ سروس سے ملنے والی تفصیل، 2015 اور 2016۔ 2015 https://fts.unocha.org/countries/169/summary/2015 اور https://fts.unocha.org/countries/169/summary/2016

10 یو این او سی ایچ اے، پاکستان: ہفت روزہ فاٹا ریٹرن (21 تا 27 جولائی 2017)- Humanitarian Snapshot، جو آن لائن یہاں سے حاصل کیا جا سکتا ہے: https://www.humanitarianresponse.info/en/operations/pakistan/infographic/pakistan-fata-return-weekly-21-27-july-2017-humanitarian-snapshot

ان مراعات کے علاوہ حکومت 'بحالی و تعمیر نو یونٹ' (آر آر یو) [11] کے ذریعے ایسے گھرانوں کے لئے رہائشی معاوضہ کا پروگرام چلا رہی ہے جن کے مکان تنازعہ کے باعث کلی یا جزوی طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ مستفید ہونے والے گھرانوں کو جزوی طور پر تباہ شدہ مکان کے لئے 160,000 روپے (تقریباً 1,500 امریکی ڈالر) اور کلی طور پر تباہ شدہ مکان کی تعمیر نو کے لئے 400,000 روپے (تقریباً 3,800 امریکی ڈالر) دیئے جائیں گے۔ رہائشی معاوضہ پروگرام کے کل بجٹ کا تخمینہ 320 ملین امریکی ڈالر ہے۔

25 اگست 2016 سے اب تک آر آر یو خیبر، کرم، اورکزئی، شمالی اور جنوبی وزیرستان کی ایجنسیوں میں کلی یا جزوی معاوضہ کے اہل مستفید کنندگان کے 4,000 سے زائد ناموں کی توثیق کر چکا ہے۔ معاوضہ کی رقوم فی الوقت 1.3 ارب روپے تک پہنچ جائیں گی۔ [12]

222.72 ملین روپے کی اس رقم میں سے 660 مستفید کنندگان کو پہلے ہی رقوم تقسیم کی جا سکی ہیں جو زیادہ تر خیبر ایجنسی میں ہیں۔ مزید 55 ملین روپے کی 156 مستفید کنندگان میں تقسیم پر کام جاری ہے۔ علاوہ ازیں، مکان کی تعمیر نو کی مراعات میں مزید کل 168 ملین روپے کے لئے شمالی اور جنوبی وزیرستان ایجنسیوں میں 760 مستفید کنندگان کی منظوری دی جا چکی ہے۔ [13]

سی ایل سی پی اور واپسی پیکج کے علاوہ حکومت پاکستان نے 2015/2016 میں فاٹا کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے تقریباً 17 ارب روپے (3 2 فیصد فنڈز صرف تعلیم کے لئے مخصوص ہیں) اور 2016/2017 میں فاٹا کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے مزید 18 ارب روپے دینے کا وعدہ کیا۔

تاحال جہاں فاٹا کی بحالی و تعمیر نو کے علاوہ امن و امان کے استحکام کے لئے خاطر خواہ وسائل لگائے جا چکے ہیں وہیں ابھی اس خطے کو قومی ترقی کے اشاریوں کے اعتبار سے باقی ماندہ پاکستان کے برابر لانے کے لئے مزید بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ فاٹا میں واپس آنے والوں کو آج بھی اپنے آبائی علاقوں میں اپنی زندگیوں اور مستقبل کی تعمیر نو کی کٹھن جدو جہد کا سامنا ہے۔ بنیادی خدمات اور آمدنی کے مستحکم ذرائع تک رسائی آج بھی کئی ایجنسیوں میں محدود ہے اور ادھر جبکہ فاٹا اصلاحات کا عمل ابھی جاری ہے تو فاٹا کے عوام کے لئے نتائج کو عملی شکل دینے میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔

فاٹا کی تعمیر نو ایک بہت بڑی مہم ہے جسے کوئی ایک کردار تن تنہا سر نہیں کر سکتا۔ مقامی، وفاقی اور صوبائی اداروں کے ساتھ ساتھ فلاحی و ترقیاتی پارٹنرز کو بھی پاکستانی عوام کے ساتھ مل کر یقینی بنانا ہو گا کہ فاٹا استحکام کے اس مرحلے سے آگے بڑھ کر مساویانہ اور پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

شکل 4: توثیق شدہ فنڈز کی تقسیم بلحاظ ایجنسی

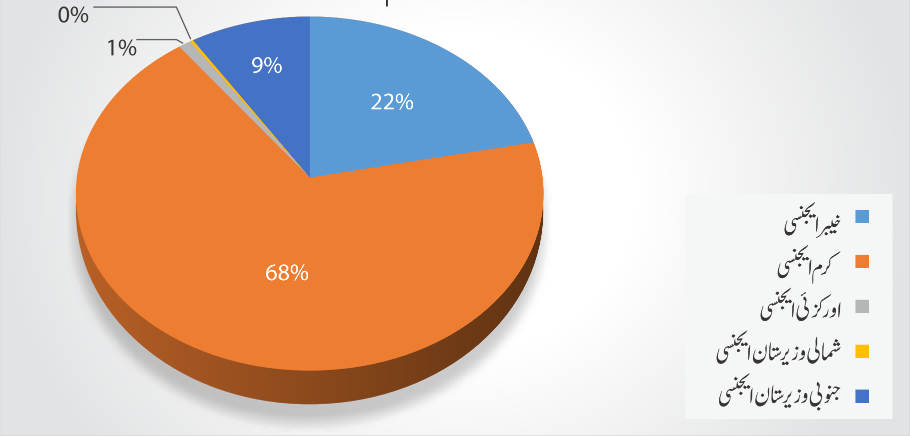

ذریعہ: آر آر یو پراجیکٹ ٹریکنگ سسٹم جہاں سے 13 جون 2017 کو معلومات حاصل کی گئیں

شکل 5: سی ایل سی پی کے منظور شدہ فنڈز کی تقسیم بلحاظ ایجنسی

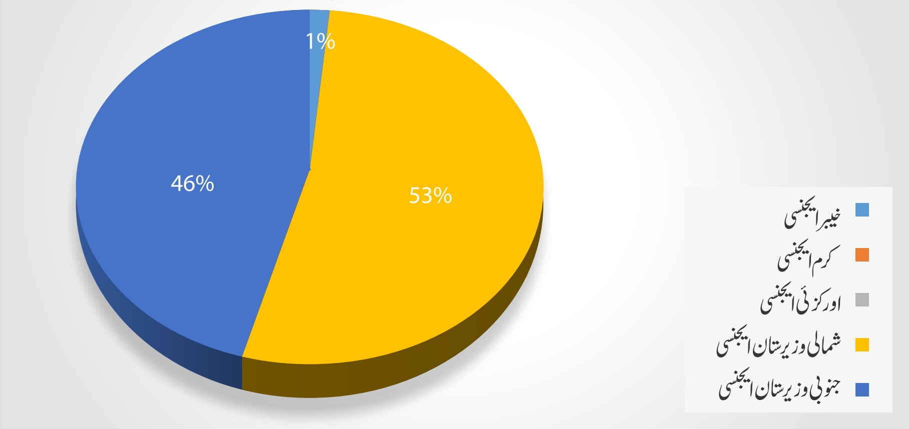

ذریعہ: آر آر یو پراجیکٹ ٹریکنگ سسٹم جہاں سے 13 جون 2017 کو معلومات حاصل کی گئیں

11 آر آر یو کو بحالی و تعمیر نو کے کاموں کی مجموعی مینجمنٹ اور کوآرڈینیشن کے علاوہ متعلقہ سرکاری محکموں، اقوام متحدہ کے اداروں، اور دیگر بین الاقوامی اور ملکی کرداروں کے ساتھ رابطے کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔
12 بحالی و تعمیر نو یونٹ کے پراجیکٹ ٹریکنگ سسٹم سے اخذ کئے گئے اعداد و شمار جو 13 جون 2017 کو حاصل کئے گئے، http://rrufata.gov.pk
13 ایضاً

فاٹا کی دیرپا واپسی و بحالی حکمت عملی

مقام	واپس آنے والوں کی کل تعداد	رہ جانے والوں کی کل تعداد	واپس آنے والوں میں خواتین سربراہ والے گھرانے (فیصد تناسب)	واپس آنے والے (فیصد تناسب)
16 مارچ 2015 کے بعد واپس آنے والے خاندانوں کی تعداد				
خیبر ایجنسی	79,760	7,391	26%	92%
شمالی وزیرستان ایجنسی	87,910	17,149	7%	84%
جنوبی وزیرستان ایجنسی	61,326	4,229	17%	94%
کرم ایجنسی	18,117	5,453	26%	77%
اورکزئی ایجنسی	15,407	7,784	15%	66%
فرنٹیئر ریجن ٹانک	103	219	0	32%
کل تعداد	**262,623**	**42,225**	**14%**	**86%**

ذریعہ: یو این او سی ایچ اے، 27 ستمبر 2017

واپسی کے عمل کی حوصلہ افزائی کے لئے واپس آنے والے ہر اندراج یافتہ خاندان کو فراہم کیا گیا

واپسی کا امدادی پیکج

ٹرانسپورٹ گرانٹ
10,000 پاکستانی روپے
فی خاندان

واپسی نقد گرانٹ
25,000 پاکستانی روپے
فی خاندان

ذریعہ: ایف ڈی ایم اے سالانہ رپورٹ 2016

واپس آنے والے ٹی ڈی پیز کو اپنے مکمل یا جزوی طور پر تباہ شدہ مکانات کی تعمیر نو اور بحالی میں مدد کے لئے فراہم کیا گیا

شہریوں کے نقصانات کے معاوضہ کا پروگرام

مکمل طور پر تباہ شدہ مکان
400,000 پاکستانی روپے

جزوی طور پر تباہ شدہ مکان
160,000 پاکستانی روپے

80,000 مکانات
مکمل یا جزوی طور پر تباہ شدہ

49,303 مکانات
سروے کیا گیا

37,592 مکانات
توثیق کی گئی

28,730
مستفید کنندگان کو معاوضہ دیا گیا

ذریعہ: ایف ڈی ایم اے سالانہ رپورٹ 2016

فاٹا کی بحالی و واپسی کے عمل میں مدد دینے والی فلاحی تنظیمیں

- FAO — FIAT PANIS
- UNHCR — The UN Refugee Agency
- WFP — wfp.org
- UNESCO
- OCHA — United Nations Office for the Coordination of Humanitarian Affairs
- UNDP Pakistan
- UNFPA
- UN WOMEN
- IOM — THE UNITED NATIONS MIGRATION AGENCY
- UN-HABITAT — UNITED NATIONS HUMAN SETTLEMENTS PROGRAMME
- UNOPS
- unicef
- World Health Organization
- THE WORLD BANK — IBRD • IDA | WORLD BANK GROUP
- ADB — Anti-Development Bank — PROMOTING POVERTY IN ASIA AND THE PACIFIC

مکرر ارشاد

”...ذریعہ معاش وہ سب سے اہم شعبہ ہے جس پر حکومت، نجی شعبے اور عطیہ دہندگان کو توجہ دینی چاہئے اور اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔“

محمد خالد
ڈائریکٹر جنرل
پراونشل ڈزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (پی ڈی ایم اے)، خیبر پختونخواہ

آپ کی رائے میں فاٹا کے عارضی طور پر بے گھر افراد (ٹی ڈی پیز) کی بحالی میں کون سے بڑے مسائل رکاوٹ بن سکتے ہیں؟

فنڈز کی کمی فاٹا کے عارضی طور پر بے گھر افراد کی بحالی کے عمل میں رکاوٹ بن سکتی ہے، خاص طور پر کرم اور اورکزئی ایجنسیوں میں جہاں کئی ٹی ڈی پیز اپنے علاقوں میں واپس آرہے ہیں جہاں آج بھی پینے کے پانی، تعلیم، صحت، سڑکوں اور بنیادی ڈھانچے وغیرہ جیسی بنیادی سہولیات بھی موجود نہیں۔ مزید برآں، روزگار کے مواقع کی کمی اور ذرائع معاش کے موزوں مواقع کی عدم دستیابی اس عمل میں مزید مشکلات پیدا کرسکتی ہے۔

لوگوں کے نقطہ نظر سے فاٹا میں واپس آنے والوں کی فوری ضروریات کیا ہیں جنہیں پورا کر کے یقینی بنایا جاسکے کہ لوگ یہاں معمول کی زندگی گزار سکیں؟

فاٹا کے مقامی لوگوں کے علاوہ خود حکومت کے بقول رہائش، تعلیم، صحت، پانی، صفائی ستھرائی اور ذرائع معاش وہ شعبے ہیں جو خطے میں پائیدار طرز زندگی کو ممکن بنانے کے لئے فوری توجہ کے متقاضی ہیں۔

اس ضمن میں سرکاری شعبہ اور نجی شعبہ دونوں کیا کردار ادا کرسکتے ہیں؟

اگرچہ حکومت نے ریلیف، واپس آنے والوں کی بروقت بحالی، متاثرہ بنیادی ڈھانچے کی فوری بحالی اور سہولیات کی طویل مدتی بنیاد پر تعمیر نو کے لئے بہت کام کیا ہے لیکن مزید بہت کچھ تیز رفتاری کے ساتھ کرنے کی ضرورت باقی ہے۔ ذرائع معاش سب سے اہم شعبہ ہے جس پر حکومت، نجی شعبے اور عطیہ دینے والوں کو توجہ دینی چاہئے اور انہیں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

انٹرویو

مکرر ارشاد

"... ہمیں ایسے ترقیاتی اداروں کو فروغ دینا ہوگا جو لچکدار ہوں اور لوگوں کی ضروریات سے ہم آہنگ ہوں اور جو فاٹا میں موجود مواقع کو بروئے کار لائیں۔"

مسعود الملک

چیف ایگزیکٹو آفیسر
سرحد رورل سپورٹ پروگرام

آپ کی رائے میں فاٹا کے عارضی طور پر بے گھر افراد (ٹی ڈی پیز) کی بحالی میں کون سے بڑے مسائل رکاوٹ بن سکتے ہیں؟

فاٹا کے عارضی طور پر بے گھر افراد (ٹی ڈی پیز) کی بحالی میں جو بڑے مسائل رکاوٹ بن سکتے ہیں ان میں سکیورٹی صورتحال اور امن وامان میں کوئی بگاڑ شامل ہیں۔ اس میں نمایاں حد تک بہتری آئی ہے لیکن لوگوں میں اعتماد پیدا کرنے اور انہیں اپنے علاقے میں رہنے پر قائل کرنے کے لئے اسے برقرار رکھنا ہوگا۔ اسی طرح بنیادی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ایک طرف تباہ شدہ بنیادی ڈھانچے کی تعمیر نو کرنا ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ نئی سہولیات تعمیر کرنا ہوں گی جو معیار زندگی کو خاطر خواہ حد تک بہتر بنانے کے لئے ضروری ہیں۔ آخری چیز معاشی مواقع پیدا کرنا ہوں گے جن سے ذرائع معاش اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں۔ اگرچہ ماضی میں کئی معاشی مواقع موجود تھے لیکن یہ ریاست یا خطے کی ترقی میں مدد نہیں دیتے تھے بلکہ حقیقت میں غیر قانونی سرگرمیوں کو فروغ دیتے تھے۔ ایسے نئے مواقع پیدا کرنا ہوں گے اور انہیں فروغ دینا ہوگا جو اس علاقے کی وسیع استعداد کو بروئے کار لائیں اور قانون کے دائرے کے اندر ہوں۔ سب سے اہم عنصر ان ثمرات کو پائیدار بنانا ہے جو اب تک حاصل کئے گئے ہیں۔ اس کے لئے فاٹا کے بارے میں ہمیں اپنے تمام تر نقطہ نظر کو بدلنا ہوگا۔ ہمیں اس کے شہریوں کو زیادہ بہتر گنجائش دینا ہوگی، شہریوں میں ریاست کا خوف پیدا کرنے والی وحشیانہ قوت کی جگہ ایک نیا سماجی سمجھوتہ متعارف کرانا ہوگا جو شہریوں اور ریاست کے درمیان اعتماد اور خیر سگالی کے جذبات پر مبنی ہو۔

لوگوں کے نقطہ نظر سے فاٹا میں واپس آنے والوں کی فوری ضروریات کیا ہیں جنہیں پورا کر کے یقینی بنایا جا سکے کہ لوگ یہاں معمول کی زندگی گزار سکیں؟

ہمیں شہریوں اور ریاست کے درمیان ایک ایسا تعلق پیدا کرنا ہوگا جو اعتماد پر مبنی ہو۔ ہمیں ایک انتظامی اور سیاسی نظام وضع کرنا ہوگا جو یہاں کے لوگوں کی ضروریات پوری کرے۔ ہمیں ایسے ترقیاتی اداروں کو فروغ دینا ہوگا جو لوگوں کی ضروریات سے ہم آہنگ اور لچکدار ہوں اور جن کے ذریعے فاٹا میں موجود مواقع سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

اس ضمن میں سرکاری شعبہ اور نجی شعبہ دونوں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

سرکاری اور نجی ادارے مل کر کام کر سکتے ہیں اور مختلف شعبوں میں اپنی مہارتوں اور تجربات کو یکجا کر کے خطے میں تبدیلی لانے میں مدد دے سکتے ہیں۔ فاٹا ایک پیچیدہ علاقہ ہے جہاں کسی بھی ادارے کو کام کرنے کے لئے بے پناہ مشکلات پیش آتی ہیں۔ جغرافیائی اعتبار سے یہ وسیع ہے، اس کا بنیادی ڈھانچہ ناقص ہے، سماجی ترقی کے اشارئیے پست ہیں اور ذرائع معاش کے اطوار ایسے ہیں جو 'منظم اور قوانین پر مبنی' نظام کو آسانی سے قبول نہیں کر پاتے۔ سرکاری شعبہ علاقے میں اپنی وسیع رسائی اور موجودگی کو بروئے کار لا سکتا ہے جبکہ نجی شعبہ اضافی وسائل کے ساتھ ساتھ کام کرنے کے جدت آمیز اور لچکدار طریقے لا کر ان مشکل مسائل کو دور کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔

بہتر کل کی امید: فاٹا کے مقامی لوگوں کی خواہشات[1]

کئی دہائیوں پر پھیلی عسکریت پسندی کے ہاتھوں فاٹا تباہی کی تصویر بن کر رہ گیا ہے جس کی وجہ سے ہونے والی اموات کی تعداد ستر ہزار سے تجاوز کر چکی ہے، لاتعداد لوگ بے گھر ہو چکے ہیں، مادی نقصان 100 ارب ڈالر سے بھی بڑھ چکا ہے اور مقامی لوگ شدید صدمے کی کیفیت سے دو چار ہیں۔

صورتحال کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے حکومت نے اپنے نیشنل ایکشن پلان کے تحت نومبر 2015 میں فاٹا اصلاحات پر ایک چھ رکنی کمیٹی تشکیل دی جسے قبائلیوں اور دیگر متعلقہ فریقوں کے ساتھ بھرپور مشاورت کے بعد فاٹا اصلاحات تجویز کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ کمیٹی نے آئین کے آرٹیکل (6)247 میں طے کئے گئے طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے اصلاحات کے سلسلے میں فاٹا کے عوام کی خواہشات کا اندازہ لگانے کے لئے ایک تفصیلی مشاورتی عمل کا اہتمام کیا۔ قبائلی جرگوں اور دیگر متعلقہ فریقوں کی بڑی تعداد سے ان کی آراء حاصل کرنے کے بعد کمیٹی نے اپنی رپورٹ 23 اگست 2017 کو وزیراعظم کو پیش کی۔ بالآخر 2 مارچ 2017 کو کابینہ نے ان مجوزہ سفارشات کی منظوری دے دی۔

امیدوں اور خدشات کے درمیان

مقامی لوگوں کے مطابق مجوزہ سفارشات ان کے لئے ایک بڑی ریلیف کی مانند ہیں کیونکہ یہ انہیں فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن (ایف سی آر) جیسے کالے قانون سے نجات دلاتی ہیں۔ تاہم عملدرآمد میں تاخیر نے اس سارے جوش وخروش کو مایوسی اور اضطراب میں بدل دیا ہے جس کے نتیجے میں اصلاحات کے حامی افراد اور تنظیمیں جن میں سیاسی جماعتیں، سماجی وسیاسی تحریکیں، تنظیمیں اور گروہ شامل ہیں، حکومت مخالف تحریکیں چلا رہے ہیں۔

عارضی طور پر بے گھر افراد (ٹی ڈی پیز) کی واپسی و بحالی پر لوگوں کے خیالات

مجوزہ سفارشات میں ٹی ڈی پیز کی جلد بحالی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ شرکاء کا خیال تھا کہ مطلوبہ مقاصد کے حصول میں تاخیر اصلاحات پر جلد عملدرآمد کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے سنجیدگی کے فقدان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ خطے کو مرکزی دھارے میں لانے کے لئے وسیع تر مشاورت پر حکومت کی دلیل کے بارے میں خیال کیا جا رہا ہے کہ حکومت اصلاحات کے وعدے سے پیچھے ہٹ رہی ہے۔

بنیادی سہولیات مثلاً صحت، تعلیم، فراہمی آب، صفائی ستھرائی، منڈیوں اور بجلی وغیرہ کی کمی کو ان بنیادی عوامل میں شمار کیا گیا جو بحالی کے عمل میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے ناکافی سکیورٹی کو ایک بڑی وجہ قرار دیا جس کے باعث ٹی ڈی پیز اپنے گھروں کو واپس جانے سے ہچکچا رہے ہیں جبکہ کئی لوگوں نے سکیورٹی چوکیوں پر، جہاں فوجی تعینات ہیں، سخت سکیورٹی اقدامات پر بھی انگلیاں اٹھائیں۔ گفتگو میں شریک ایک شخص نے بتایا کہ "اپنے بیوی بچوں سمیت سکیورٹی چوکیوں پر بے عزت کرنے کے بجائے آپ ہم قبائلیوں کو مار دیں تو ہم خوشی سے مرنے کو تیار ہیں"۔

ابلاغ اور تفریحی سہولیات کی کمی بھی ان دیگر رکاوٹوں میں شامل ہے جن کی وجہ سے ٹی ڈی پیز واپس جانے سے کتراتے ہیں۔ ایک نوجوان طالب علم کا کہنا تھا کہ ہمارے خطے میں ٹیلی وژن اور ڈش انٹینا کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر کوئی ہیں بھی تو بجلی اتنے تواتر سے جاتی ہے کہ یہ کسی کام کے نہیں رہ جاتے۔ اس خطے سے کوئی اخبار، رسالہ یا میگزین شائع نہیں ہوتا۔ اطلاعات کا بنیادی ذریعہ ریڈیو ہی رہ جاتا ہے۔

خطے میں دستیاب اے ٹی ایم مشینوں کی تعداد محدود ہے (جن میں سے زیادہ تر خراب رہتی ہیں) جس کی وجہ سے لوگوں کو بالعموم اور ٹی ڈی پیز کو بالخصوص حکومت کی طرف سے دی جانے والی رقوم نکلوانے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے جس کی نشاندہی ایک ٹی ڈی پی کی طرف سے کی گئی کہ موبائل کمپنیاں ان لوگوں کے ساتھ سودے بازی کرتی ہیں اور تقریباً انہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ معاوضہ کی رقم کے بدلے کمپنی کا فون سیٹ خریدیں۔

کاروباری برادری کے بعض ارکان اور نوجوانوں کا کہنا تھا کہ فاٹا میں روزگار اور کاروبار کے مواقع کی کمی، بحالی کے عمل کو تیز بنانے میں ایک اور رکاوٹ ہے۔ یہ شکایت بھی سامنے آئی کہ صرف شمالی وزیرستان میں ایسے تقریباً 19,600 کمرشل یونٹ تباہ ہوئے جو میرانشاہ شہر سے تعلق رکھنے والے 35,000 کے لگ بھگ خاندانوں کو روزگار فراہم کر رہے تھے۔ ایسے ہی یونٹ دوبارہ تعمیر کرنے کی اندازاً لاگت 16 ارب روپے بنتی ہے لیکن متبادل کے طور پر مقامی لوگوں کو صرف 800 دکانوں کی پیشکش کی گئی ہے۔

پاک افغان سرحد بند ہونے کی وجہ سے تجارتی اور کمرشل سرگرمیاں تقریباً ختم ہو کر رہ گئی ہیں۔ گفتگو میں حصہ لینے والے لوگوں نے مزید بتایا کہ یوریا پر پابندی سے کسانوں کی مشکلات مزید بڑھ رہی ہیں۔ کسی کو مکئی اگانے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ سرکاری اہلکار کہتے ہیں کہ مکئی کے کھیتوں میں عسکریت پسندوں کو پناہ کی جگہ مل جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ٹی ڈی پیز جہاں سے آئے تھے ادھر ہی واپس جانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ گفتگو میں شریک ایک فرد نے بتایا کہ "اس طرح آپ کا اندراج تو ہو جاتا ہے کہ آپ واپس آ گئے ہیں لیکن اصل میں آپ فاٹا سے باہر ہی رہتے ہیں۔ اس لئے مردم شماری ضروری ہے"۔ مہمند ایجنسی سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے بتایا کہ بیزائی کے علاقے میں 107 میں سے 102 گھر خالی پڑے ہیں۔ اس نے سوال اٹھایا کہ "باقاعدہ مردم شماری کے بغیر ہم علاقے کی درست آبادی کا حساب کس طرح لگا سکتے ہیں؟"۔ ان لوگوں نے مردم شماری کو علاقے کی اقتصادی بحالی کے لئے ناگزیر قرار دیا۔

بے لگام کرپشن بھی آہستہ آہستہ اس علاقے کو چاٹ رہی ہے۔ لوگ ملبے کے ڈھیروں پر کھڑے اپنے معاوضے کی رقم وصول کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ صرف وہی لوگ معاوضے کی رقم کے حقدار ٹھہرتے ہیں جو "سروے اہلکاروں کی مٹھی گرم کرنے" کی سکت رکھتے ہیں اور یہ معاوضہ بھی کتنا ہے، مکان جزوی طور پر تباہ ہوا ہو تو 160,000 روپے اور اگر پورا تباہ ہوا ہو تو 400,000 روپے۔ سفارش کی گئی کہ معاوضے کی رقم کم از کم دس لاکھ تک بڑھائی جائے۔

سیاسی اصلاحات

حکومت کی دیانتداری پر بھی سنجیدہ سوالات اٹھائے گئے جس کے بارے میں شرکاء کا کہنا تھا کہ وہ فاٹا اصلاحات سے پیچھے ہٹ رہی ہے۔ سیاسی عزم کی کمی کو حکومت کے ان تاخیری حربوں کی ایک بنیادی وجہ قرار دیا گیا جو وہ اصلاحاتی ایجنڈا کے حوالے سے آزما رہی ہے۔ ان لوگوں نے بات اسی پر ختم کی کہ موجودہ بجٹ میں جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں انہیں دیکھ کر کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ حکومت کا عزم کس قدر پختہ ہے۔ حکومت 2017 میں بلدیاتی اداروں کے انتخابات کرانے کا وعدہ کر چکی ہے لیکن نئی حلقہ بندیاں ہوں یا بنیادی ڈھانچے کی دیگر ضروری سہولیات، کسی طرح کی کوئی تیاری کہیں دیکھنے کو نہیں ملتی۔

رواج ایکٹ کے ذکر پر شرکاء کی طرف سے شدید ردعمل دیکھنے میں آیا۔ زیادہ تر لوگوں کا یہی خیال تھا کہ یہ ایف سی آر کی ترمیمی شکل ہے جو ایک منظم سازش کے تحت فاٹا کے عوام پر مسلط کی جا رہی ہے۔ ایک خاتون کا کہنا تھا کہ "رواج ایکٹ اصلاحات کے نام پر دھوکہ ہے"، جبکہ باقی

1. یہ تحریر فاٹا کے مقامی لوگوں کے خیالات کی عکاسی کرتی ہے جن کا اظہار فاٹا کے قبائلی عمائدین، نوجوانوں، کاروباری برادری اور خواتین کے ساتھ گروہی بات چیت کے مختلف سیشنز کے دوران کیا گیا۔ شرکاء میں پورے فاٹا سے تعلق رکھنے والے تدریسی ماہرین، جج صاحبان اور وکلائ، انسانی حقوق پر کام کرنے والے کارکن، طلبہ، ماہرین صحت، میڈیا کے افراد، اقتصادی ماہرین، سیاسی کارکن، سماجی کارکن اور سیاسی جماعتوں کے نمائندے شامل تھے۔ ان سیشنز کا مقصد گفتگو کے لئے اوپن فورم مہیا کرنا تھا تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ: الف) لوگوں میں کس قدر اندیشے پائے جاتے ہیں۔ ب) ان کے خدشات اور تحفظات کیا ہیں۔ پ) تمام تر عمل میں پیش آنے والے مسائل اور مشکلات کو زیادہ گہرائی تک سمجھا جا سکے۔ ت) اس کارروائی میں پائے جانے والے رخنوں کی نشاندہی کی جا سکے۔ ٹ) روزمرہ امور بے روک ٹوک انداز میں چلانے میں درپیش رکاوٹوں کی نشاندہی کی جا سکے۔ ث) جہاں بہتری کی گنجائش ہو اس کی نشاندہی کی جا سکے۔ گروہی بات چیت کے ان سیشنز کا انعقاد یو این ڈی پی پشاور کے کمیونیکیشن کنسلٹنٹ ڈاکٹر اشرف علی اور یو این ڈی پی پشاور کی پالیسی اینالسٹ محترمہ آمنہ وحیدہ نے کیا۔

لوگوں کی رائے بھی کچھ زیادہ مختلف نہ تھی کہ یہ ایف سی آر کی فوٹو کاپی کے سوا کچھ نہیں جو خواتین کو ان کے حقوق سے بالکل محروم رکھتا ہے۔

ایک عام خیال یہ تھا کہ مولانا فضل الرحمان اور محمود خان اچکزئی حکومت کی بولی بول رہے ہیں۔ گفتگو میں شریک ایک شخص نے یہ پریشان کن سوال اٹھایا کہ ''ایک جمہوری معاشرے میں اکثریت کے خیالات کو آپ دو چھوٹے چھوٹے لیڈروں کی مرضی کا اسیر کس طرح بنا سکتے ہیں؟'' پورے گروپ نے متفقہ طور پر پشتون قیادت میں اتفاق پر زور دیا کہ وہ مل کر

شرکاء نے منتخب اداروں کی طرف سے خرچ کئے گئے 30 فیصد فنڈز کا خیر مقدم کیا لیکن اس کے ساتھ ہی صرف بلدیاتی اداروں کے آڈٹ پر تنقید کی اور کہا کہ احتساب سب کا ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی صوبائی اسمبلی میں منتخب ہونے والے نمائندوں کے اختیارات اور ذمہ داریوں پر بھی سوالات اٹھائے گئے جو گورنر کو جوابدہ ہوں گے۔

فیصلہ سازی کے تمام فورمز میں نمائندگی کی کمی کا حوالہ دیتے ہوئے خواتین نے شکایت کی کہ وہ ہر متعلقہ فورم پر اپنی آواز اٹھا چکی ہیں لیکن

ہے۔ صحت اور تعلیم کی سہولیات کے علاوہ اس منصوبے میں زراعت اور ابلاغ کے شعبوں میں بنیادی ڈھانچے کی شاندار ترقی بھی شامل ہے جس سے خطے میں روزگار اور کاروبار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ بعض شرکاء نے حکومت کے اصلاحاتی ایجنڈا کو سراہا اور خیال ظاہر کیا کہ یہ طے شدہ ایجنڈا جنگ کے طاعون میں لپٹے اس علاقے کے محروم لوگوں کے لئے خوشحالی کا نقیب ہے۔ لیکن شرکاء کا ایک گروہ ایسا بھی تھا جو سمجھتا تھا کہ یہ محض امید پر امید رکھنے والی بات ہے۔

In pictures: Participants get candid about their views

مشکلات کے مارے اس خطے میں ان دیرینہ اصلاحات کو نقصان پہنچانے والی کسی بھی کوشش کا جواب دیں۔ اس حوالے سے شرکاء کی تجویز تھی کہ فاٹا اصلاحات پر کام کرنے والے گیارہ بڑی سیاسی جماعتوں کے مشترکہ فورم 'سیاسی جماعتوں کی مشترکہ کمیٹی برائے فاٹا اصلاحات' کو بحال کیا جائے۔

تاہم کچھ امید افزاء باتیں بھی سننے کو ملیں۔ سب لوگ بالعموم اس بات پر متفق تھے کہ فاٹا سے اٹھنے والی آواز کو دبانا اب اتنا آسان نہیں رہا۔ اس بات پر بھی اتفاق رائے پایا جاتا تھا کہ سفر کا آغاز پہلے ہی ہو چکا ہے۔ فاٹا کی اصلاح کے حوالے سے حکومت کے حالیہ اقدام، اس کی شکل خواہ کچھ بھی ہو، کو درست سمت میں درست اقدام قرار دیا گیا۔ ہر شخص یہی محسوس کر رہا تھا کہ سفر چاہے کتنا ہی سست کیوں نہ ہو، بہرحال قبائلی عوام کو اپنی منزل تک ضرور پہنچائے گا۔

1973 کی آئینی پیشرفت، 1996 میں بالغ حق رائے دہی کا ملنا، 2002 میں بلدیاتی اداروں کے انتخابات اور 2011 میں فاٹا اصلاحات پیکج، یہ سب ایسے مثبت واقعات ہیں جنہوں نے بعد کی اصلاحات کے لئے راہیں کھول دی ہیں۔ شرکاء نے اسی امید کے ساتھ گفتگو کو ختم کیا کہ اس سفر کو چلنے دیں، کسی نہ کسی دن تو ہمیں منزل ملے گی۔

اس کے باوجود اسے جان بوجھ کر دبایا جا رہا ہے اور ان شکایات اور خدشات پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی جو وہ وقتاً فوقتاً ریکارڈ پر لاتی رہی ہیں۔ ایک خاتون نے تجویز پیش کی کہ ''اگر ہمیں اکیسویں صدی میں باقی دنیا کے ساتھ چلنا ہے تو خواتین کو جنگ زدہ علاقے کی تعمیر نو میں اپنا کردار ادا کرنے کا موقع دینا ہوگا۔ فیصلہ سازی کے تمام فورمز میں خواتین کی نمائندگی کم و بیش 30 فیصد ہونی چاہیئے''۔ خواتین نے فاٹا میں خواتین کی الگ یونیورسٹی بنانے کا مطالبہ بھی کیا۔

فاٹا پولیٹکل الائنس کے لئے بہتر کردار کی سفارش کی گئی تا کہ اس معاملے کو مختلف فورمز پر بحثوں کے ذریعے زندہ رکھنے کے لئے ہم خیال اصلاحات حامی گروپوں اور افراد کو ایک قیادت میسر ہو۔

بعض شرکاء نے تجویز کیا کہ لوگوں میں شعور و آگاہی پیدا کرنے کے لئے ابلاغ اور میڈیا کے بہاؤ میں بہتری لائی جائے۔ کچھ لوگوں نے پاکستان کی افغان پالیسی پر نظر ثانی کی بات کی۔

سماجی و اقتصادی اصلاحات

کئی ارب روپے لاگت کا دس سالہ سماجی و اقتصادی منصوبہ جنگ کے ہاتھوں خستہ حال فاٹا کے خطے میں شاندار سماجی و اقتصادی ترقی کی وعید

چشم پوشی کا شکار اس علاقے کی اقتصادی بحالی کے لئے شرکاء نے تجویز کیا کہ دکانداروں، تاجروں، برآمد کنندگان اور چھوٹی صنعتوں کو سیلز ٹیکس، انکم ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی پر مراعات کی شکل میں ریلیف پیکج دیا جائے۔ کاروباری برادری کو آسان قرضے فراہم کئے جائیں تا کہ وہ اپنے کاروبار کو بڑھا سکیں اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں۔ شرکاء نے تجویز کیا کہ سرمایہ کاروں کو اس علاقے کی طرف مائل کرنے کے لئے گیس اور بجلی کی خاطر خواہ فراہمی یقینی بنائی جائے۔

فاٹا کے علاقے معدنیات سے مالا مال ہیں جن پر اگر مناسب توجہ دی جائے اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے تو روزگار کے خاصے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ فورم میں یہ سفارش بھی کی گئی کہ علاقے میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لئے ماحولیاتی تحفظ کا قانون اور لینڈ ریونیو کا قانون فی الفور فاٹا پر نافذ کیا جائے۔ کرم ایجنسی اور درہ آدم خیل میں کوئلے کے وسیع ذخائر سے کافی ریونیو حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن علاقے میں کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے کارکنوں کے بچاؤ کے لئے ایک بھی مرکز نہیں ہے۔ شرکاء کا نقطہ نظر یہ تھا کہ حکومت نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کے سلسلے میں بینکوں کی شاخیں قائم کر کے اور آسان قرضوں کے حصول میں سرمایہ کاروں کی معاونت کے ذریعے اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ زراعت کے شعبے کو ترقی دینے کے لئے کسانوں کو اپنی قابل کاشت اراضی کے لئے

معیاری بیج اور آسان قرضوں کے حصول میں مدد دے سکتی ہے۔ خواتین کے لئے کاسمیٹک انڈسٹری اور پولٹری فارموں وغیرہ جیسی مائیکروفنانس سکیمیں شروع کی جاسکتی ہیں۔ بعض شرکاء کی تجویز تھی کہ پیشہ ورانہ مہارتوں کی تربیت کے پروگراموں میں اضافہ کیا جائے۔

شرکاء نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ فاٹا کے لوگوں کی شکایات دور کرنے اور سالہاسال سے خطے کے لوگوں میں پائے جانے والے احساس محرومی اور مایوسی کے ازالہ کے لئے اس خطے کو سی پیک کے ساتھ جوڑا جائے۔

لانے کی بات کی گئی۔ شرکاء نے فاٹا کو اعلیٰ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں لانے کے فوائد پر تفصیلی بحث کی۔ ایف سی آر اور پولیٹکل ایجنٹ کے عہدے کے خاتمے کو ایک خوش آئند پیشرفت قرار دیا گیا۔

کئی شرکاء کی درخواست تھی کہ اصلاحات کو زیادہ واضح بنایا جائے تاکہ مقامی لوگ انہیں سمجھ سکیں۔ مثلاً سیکشن 2 کے ذیلی سیکشن 2 کے تحت ایف سی آر پر صرف حفاظتی علاقہ جات میں عملدرآمد کیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ باقی علاقے پھر بھی ایف سی آر کے تحت ہی رہیں گے۔ سیکشن 2B میں

کے سیاسی وانتظامی امور میں فوج کے لئے گنجائش پیدا کرنے کے مترادف ہے۔

لیویز میں بیس ہزار افراد کی بھرتی کو نازک صورتحال سے دوچار قبائلی پٹی میں امن وامان کی صورتحال بہتر بنانے کی جانب ایک عمدہ اقدام قرار دیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ سیکیورٹی صورتحال میں بہتری سے ظاہر ہے، علاقے میں سرمایہ کاری پر حوصلہ افزائی ہوگی۔

In pictures: Women were keen to voice their views

گفتگو کے شرکاء نے بڑے پیمانے پر پھیلی سیاہ معیشت سے درپیش مشکلات کا ذکر بھی کیا اور خدشہ ظاہر کیا کہ آئینی وسیاسی فیصلہ ہو بھی گیا تو غیر ریاستی عناصر انضمام کے عمل میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ وہ ایسی ممکنہ رکاوٹوں سے بچنے کے لئے فی الفور اقدامات کرے۔

قانون کی حکمرانی

عدالتی اصلاحات پر بحث نے گرما گرم رخ اختیار کرلیا جس میں مرکزی موضوع بحث آرٹیکل 247 رہا۔ شرکاء اس بات پر سیخ پا تھے کہ اگر فاٹا کی حیثیت تبدیل کرنے کے لئے محض ایک صدارتی حکم ہی کافی تھا تو پھر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ گروپوں میں شامل قانونی ماہرین نے بتایا کہ پارلیمنٹ میں فاٹا کے مسئلے پر کسی بھی بحث کے لئے آئین کے آرٹیکل 247 میں ترمیم ضروری ہوگی جو پارلیمنٹ کو فاٹا کے خطے کے بارے میں بحث اور قانون سازی کرنے سے روکتا ہے۔ کسی بھی ناخوشگوار صورتحال اور الجھاؤ سے بچنے کے لئے مردم شماری کا آئینی تقاضا پورا کرنے پر بھی زور دیا گیا۔

کمیٹی کی رپورٹ میں دیگر قانونی اصلاحات کے ساتھ ساتھ فاٹا میں بنیادی حقوق بحال کرنے اور فاٹا کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی عملداری میں

جج کی بات تو کی گئی ہے لیکن اس کی اہلیت کا کوئی ذکر نہیں ملتا جس سے مستقبل میں ابہام پیدا ہوسکتا ہے۔ اس طرح قبائلی عمائدین جرگہ کے ذریعے فیصلے کریں گے جن پر کسی اور طریقے سے اثرانداز ہونے کی گنجائش موجود ہوگی۔ شرکاء نے اس فورم میں خواتین کی نمائندگی کی سفارش بھی کی۔

ایک نکتہ یہ اٹھایا گیا کہ پولیٹکل ایجنٹ کے اختیارات بحیثیت ضلعی مجسٹریٹ واضح طور پر طے شدہ ہونے چاہئیں۔ اس کے علاوہ ماضی کے تلخ تجربات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ شق بالکل واضح ہونی چاہئے کہ پولیٹکل ایجنٹ کو کوئی عدالتی اختیارات حاصل نہیں۔ مزید برآں، شرکاء نے یہ بھی کہا کہ ننگ، بدل اور سوارا جیسی صدیوں پرانی فرسودہ روایات کو قابل سزا جرائم قرار دے دیا جائے۔

اس جنگ زدہ علاقے میں کئی ذیلی قبیلے رہتے ہیں جن کی اپنی اپنی خصوصیات ہیں جو مقامی اقدار، رسوم ورواج اور روایات پر مبنی ہیں اور ان سب کو ایک ضابطے کے تحت لانا شرکاء کے نزدیک ایک بڑا چیلنج تھا۔ بعض شرکاء نے اصلاحات کے بعد فاٹا کے خطے میں فوج کے کردار اور حیثیت پر بھی سوالات اٹھائے جبکہ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ گریڈ 22 کے افسر (جو ان کے خیال میں آرمی کا ریٹائرڈ افسر ہوسکتا ہے) کی بھرتی خطے

اراضی کی آبادکاری سے متعلق دفعہ پر بھرپور تالیاں بجائی گئیں۔ تاہم خدشہ ظاہر کیا گیا کہ اس کے نتیجے میں ہوسکتا ہے قبائلی جھگڑوں کا ایک سلسلہ چل نکلے اور ساتھ ہی عدالتی محاذ پر بھی کئی متنازعہ بحثیں چھڑ جائیں۔ گروپ میں شامل قانونی ماہرین کی رائے تھی کہ اراضی کی آبادکاری کے بغیر فاٹا کو اعلیٰ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں لانا محض ایک خواب ہے۔ خواتین نے زور دیا کہ اراضی ہو یا کچھ اور، انہیں وراثت میں ان کا جائز حصہ دیا جائے۔

شرکاء کی اکثریت انصاف کی تیزرفتار فراہمی کے لئے جرگہ کے حق میں تھی لیکن انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اعلیٰ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں لانے کی صورت میں اگر انہیں انصاف نہ ملا تو انہیں اپنے حق میں اپیل، وکیل اور دلیل کا حق مل جائے گا۔ اس بات پر اتفاق رائے دیکھنے میں آیا کہ ملک کے تمام شہریوں کے لئے ایک یکساں قانون ہونا چاہئے اور فاٹا کے باشندوں کے ساتھ کوئی تفریق نہ کی جائے۔

ڈویلپمنٹ ایڈووکیٹ
پاکستان